رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَا...

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا و... | ...ل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سات روپے

مضامین

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

جلد ۶ | ۲۰ - مئی ۱۹۱۹ء | سہ شنبہ | ۱۹ شعبان ۱۳۳۷ھ ہجری | نمبر ۸۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے اور حضور ان دنوں ایک اہم تصنیف میں مصروف ہیں۔

حضرت نواب صاحب فی الحال گاڑی کا انتظام نہ ہوسکنے کی وجہ سے مالیرکوٹلہ تشریف نہیں لے گئے جس وقت گاڑی کا انتظام ہوگیا اسوقت روانہ ہونگے

جناب حافظ روشن علی صاحب جو ضلع سیالکوٹ میں تبلیغ کے لئے تشریف لیگئے تھے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ آپکے ایک گاؤں ڈیرے والا میں جہاں خدا کے فضل سے حال ہی میں ڈیڑھ سو کے قریب احمدی

کابل کے متعلق حضرت مسیح موعود کا کشف

خدا کا یہ صریح منشا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی روح رکھتے ہوں اور ان کی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں جیسا کہ میں نے کشفی حالت میں واقعہ شہادۃ مولوی صاحب موصوف کے قریب دیکھا کہ ہمارے باغ میں سے ایک بلند شاخ سرو کی کاٹی گئی اور میں نے کہا کہ اس شاخ کو زمین میں دوبارہ نصب کردو تاکہ وہ بڑھے اور پھولے سو میں نے اسکی یہی تعبیر کی کہ خدا تعالےٰ بہت سے ان کے قائم مقام پیدا کریگا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی وقت اس خواب کی تعبیر ظاہر ہو جاویگی۔

(البدر نمبر ۴۵ جلد ۲ صفحہ ۳۵۵)

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا

اخبار احمدیہ

(از جناب ماسٹر عبد الرحیم صاحب نیر)

ماریشس

ماریشش کے دوست ایک ابتلا میں ہیں۔ جو انکی مضبوطی اور آئندہ انعام کا ایک نشان معلوم ہوتا ہے۔ وہ ابتلا یہ ہے کہ مسجد روز ہل جسپر کئی برس سے ہمارا قبضہ ہے اور جس کے امام مولوی حافظ غلام محمد بی۔ اے ہیں۔ اس کو مخالفین اب ہمارے قبضے سے نکالنا چاہتے ہیں۔ اور مقدمہ ہائی کورٹ پورٹ لوئیس میں پیش ہے۔ جزیرہ کے مٹھی بھر احمدی پوری تندہی سے مالی قربانی کر رہے ہیں۔ اور ان کا اب تک قریبًا دو ہزار روپیہ صرف آچکا ہے۔ احباب اُن کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔ مولوی عبید اللہ صاحب سینٹ پیری اور مولوی غلام محمد صاحب روز ہل میں مقیم ہیں۔ اور ہر دو جگہ اسلام کی تبلیغ پوری کوشش سے ہو رہی ہے۔ ہندو۔ آریہ۔ فرنچ۔ انگریز اور دیسی عیسائیوں کے درمیان سلسلہ تبلیغ جاری ہے۔ بعض عیسائی مسلمان بھی ہو چکے ہیں۔ اب دوران میں جزیرہ کے تمام سربرآوردہ مسلمانوں کو دست کے اندر حضرت مسیح موعود کے دعاوی نہایت طور پر پہنچ گئے ہیں۔ انجمن احمدیہ روز ہل کا جو جزیرہ کی مرکزی انجمن ہے۔ ہفتہ وار اخبار ریویو اسلامک شائع ہوتا ہے۔ اور علاوہ اس اخبار کے فرانسیسی میں ٹریکٹ شائع ہوتے ہیں۔ جو فرانس اور مڈغاسکر بھیجے جاتے ہیں۔

مغربی افریقہ

نائیجیریا کی جماعت خدا کے فضل سے اپنے اخلاص میں ترقی کر رہی ہے۔ اور اُن کی مرکز سلسلہ اور لنڈن مشن سے خط و کتابت ہے۔ وہاں واعظ بھیجنے کا سوال بعض وجوہات سے مشکل ہو رہا ہے۔ پاسپورٹ ملنے میں دقتیں ہیں۔ وہاں مسیحی پادری بڑی مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں۔ ہماری جماعت نے اپنی گورنمنٹ کو احمدیت کے اصولوں اور مسیح موعود کی وفاداری کی تعلیم سے آگاہ کر دیا ہے۔ جماعت نے گورنمنٹ کے قابل سکرٹری مسٹر (ابنیی) موکن نے سنتہ احمدی ہونے والوں سے علاوہ شرائط بیعت کی پابندی کے دیگر بدعات سے جو وہاں مروج ہیں باز رہنے کا عہد لیا ہے۔

یہ جماعت اپنے لائق میر مجلس مسٹر آگسٹو کے زیر ہدایات ہفتہ وار اجلاس کرتی ہے۔ اور وہاں احمدیت و اسلام کے متعلق لیکچر ہوتے ہیں۔ ان میں سے دو لیکچر ٹریکٹوں کی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔

نائیجیریا کا ایک نوجوان مسٹر عبد الرحیم سمتہ نام قادیان آنے کی اجازت لے چکا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اُس کے اخراجات برداشت کرنے کی منظوری دیدی ہے۔ یہ نوجوان عنقریب مسیح موعود کے مولد اور اسلام کے مرکز میں جیساکہ وہ قادیان کی نسبت اعتقاد رکھتا ہے جلد حاضر آنے والا ہے۔

گولڈ کوسٹ جنوبی افریقہ

گولڈ کوسٹ کی جدید جماعت کے مبائعین حسب ذیل ہیں۔

(۷۔آر پیڈر و حیم۔ سمولذ ادرنسا۔ بکیری۔ برمیاہ السیلفی۔ علی انا۔ آلحق ہیڈ! موسیٰ منیبا۔ عبد الہی اینڈرسن۔ سلیمان ایورد عیسیٰ مینسا۔ عبد القادر برمیاہ ہمفیا نڈ۔ محمد سمیولز۔ سیدو و ٹیمپنا۔ موسیٰ اودیا یوسف یورکی۔ محمد سدو۔ سمولو۔ چیف برمت سلیمان۔ موسیٰ۔ برمیا۔ یارکوبو۔ سیدو یارکوبو نمبر ۲۔ اسحاقا۔ یوسفو۔ بکارے یوسفو نمبر ۲۔ عمیدو۔ عبد الہی۔ محمد

آسٹریلیا

مولوی حسن موسیٰ خانصاحب تحریر و تقریر کے ذریعہ آسٹریلیا میں نہایت مفید کام کر رہے ہیں۔ اخبارات میں مضامین لکھتے رہتے ہیں۔ اور جہاں تک ہو سکتا ہے سلسلہ کا لٹریچر تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ نظارت تالیف و اشاعت نے اُن کو اب مستقل مکان لیکر رہنے کی اجازت دی ہے۔ اور دو پونڈ ماہوار کرایہ مکان دیا جاتا ہے۔ مولوی صاحب کا پتہ یہ ہے:-

M. H. Musa Khan
Ahmadiya Missionary
788 P. B. G. P. O.
Adeluide S. Australia

مولوی حسن موسیٰ خاں نے شاہزادہ جان کی وفات پر افغانان مقیم آسٹریلیا اور سلسلہ عالیہ کی طرف سے حکام کو ہمدردی کے خطوط لکھے سلسلہ کا لٹریچر بھیجا۔ جس پر ہر طرف سے اظہار شکریہ ہوا۔ اور اس طرح سلسلہ عالیہ کا ذکر آسٹریلین حکام تک عمدگی سے پہنچ گیا۔

آبنائے کی بستیاں

پینانگ اور سنگاپور میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ قائم ہو گئی ہے۔ جن دوستوں نے حال میں بیعت کی ہے۔ ان میں سے جناب غلام دین صاحب طبیب اور غلام محمد صاحب طبیب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(۱) بنگالی۔ سنگاپور۔ ملایا (۲) نظام الدین سنگاپور ملایا
(۳) مولا بخش " " (۴) محمد حسین نومسلم " "
(۵) حکیم غلام محمد " " (۶) محمد " "
(۷) غلام محمد ٹھیکیدار ملک ملایا (۸) محکم الدین "
(۹) خیر الدین " (۱۰) غلام نبی سنگاپور ملایا

مصر

برادر عبد الکریم صاحب اپنے خطوط میں مصری احمدیوں کے جوش کا ذکر فرماتے ہیں۔ اور اخویم محمد صالح شوشان اور محمد وصفی کے جوش کا خاص طور پر ذکر کرتے ہیں۔ یہ امکان ہے کہ برادر عبد الکریم صاحب کی خدمات سے ملک مصر کو پیغام مسیح پہنچانیکا کام لیا جاتے۔ مصر سے ایک اخبار نکالنے اور ایک مصری نوجوان کو قادیان میں تعلیم دلا کر مصر میں تبلیغ پر لگانے کی تجویز حضرت خلیفہ ثانی کے حضور پیش ہونے پر حضرت نے منظوری دیدی ہے۔ کہ ایک مصری نوجوان کے اخراجات برداشت کئے جائیں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۳۰ مئی ۱۹۱۹ء

سرحدی شورش

معلوم ہوتا ہے۔ امیر حبیب اللہ خاں صاحب والی کابل کا قتل ایسے وقت میں ہوا جبکہ سرزمین کابل کی بدبختی کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ اور وہ زمین جس پر ایک نہایت مقدس انسان کا خون نہایت بیدردی سے بہایا گیا تھا اس پر بسنے والوں کی عقوبت اور سزا کی گھڑی بالکل قریب آ چکی تھی۔

جس وقت اس گھڑی کی ابتدا اس انسان سے ہوئی جو اس قتل بیگناہ کا سب سے زیادہ ذمہ وار تھا۔ اسی وقت ہم نے لکھ دیا تھا کہ:۔

"اس میں کلام نہیں کہ جلدی یا بدیر کابل میں غیر معمولی واقعات ظاہر ضرور ہونگے اور وہ سرزمین جس میں خدا تعالےٰ کے ایک پیارے انسان کو نہایت بیدردی اور بے رحمی کے ساتھ محض اس لئے قتل کیا گیا تھا۔ کہ اس نے خدا کے فرستادہ حضرت مرزا صاحب کو کیوں قبول کیا۔ وہ دیکھیگی کہ خون شہادت رائگاں نہیں گیا ابھی تو ابتدا ہی ہوئی ہے۔ جو ایسی عبرتناک اور سبق آموز ہے۔ کہ ہر وہ شخص جو اپنے دل میں خوف خدا رکھتا ہے۔ خدا کے مسیح حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا اعتراف کریگا۔ لیکن آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا"۔
(الفضل ۴۔ مارچ ۱۹۱۹ء)

یہ الفاظ اس وقت لکھے گئے۔ جبکہ نہ صرف ہندوستان کے تمام اخبارات اس بات پر خوشی اور مسرت کا اظہار کر رہے تھے۔ کہ امیر حبیب اللہ کے قتل کی وجہ سے کوئی ناگوار صورت پیدا نہیں ہوئی بلکہ خود کابل کے سرکاری اعلان یقین دلا رہے تھے کہ ہر طرح سے امن و امان ہے۔ اور کسی جھگڑے فساد کے پیدا ہونے کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ایسے حالات میں ظاہر بین آنکھیں ہرگز وہ کچھ نہیں دیکھ سکتی تھیں۔ جو حضرت مسیح موعود کے مندرجہ ذیل الفاظ ہمیں بتا رہے تھے۔ کہ

"صاحبزادہ عبداللطیف مرحوم کا اس بیرحمی سے مارا جانا۔ اگرچہ ایسا امر ہے کہ اس کے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ وما رأینا ظلمًا اغیظ من ھذا۔ لیکن اس خون میں بہت برکات ہیں۔ کہ بعد میں ظاہر ہونگے اور کابل کی زمین دیکھ لیگی کہ یہ خون کبھی ضائع نہیں جائیگا۔ پہلے اس سے غریب عبدالرحمٰن میری جماعت کا ظلم سے مارا گیا۔ اور خدا چپ رہا مگر اس خون پر اب وہ چپ نہیں رہیگا۔ اور بڑے بڑے نتائج ظاہر ہونگے" تذکرۃ الشہادتین صـ۷۲

ان اور ایسے ہی دوسرے الفاظ اور خدا کی وحی کو جو حضرت مسیح موعود پر کابل کے متعلق نازل ہو چکی ہے سامنے رکھ کر ہمیں نظر آ رہا تھا کہ امیر حبیب اللہ کے قتل کا واقعہ ابتدائی کڑی ہے۔ اس زنجیر کی جو قضا و قدر کے ہاتھوں کابل کے لئے تیار ہو چکی ہے اور جس کی لپیٹ میں ایک دو نہیں بلکہ بیشمار لوگ آنیوالے ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد کے واقعات نہایت صفائی کے ساتھ اس کی تصدیق کر رہے ہیں۔ امیر حبیب اللہ کے قتل ہونے کے بعد سردار نصر اللہ خاں نے امیر بننے کا اعلان کیا۔ لیکن چند ہی دن میں اسے امارت سے دست بردار ہو کر امان اللہ خاں جو کہ حبیب اللہ خاں کا تیسرا لڑکا ہے کی اطاعت اور فرمانبرداری کا اقرار کرنا پڑا۔ اس کے بعد معاً ہی یہ خبر آئی کہ نصر اللہ خاں کو حبیب اللہ خاں کے قتل کے شبہ میں اس قدر وزنی زنجیروں سے جکڑ کر جلال آباد سے کابل لیجایا گیا ہے۔ کہ جس گاڑی پر اسے بٹھایا گیا تھا۔ اس کے گھوڑے زیادہ بوجھ کی وجہ سے چلنے سے رہ گئے۔ اس کے بعد خبر آئی کہ ۱۳۔ اپریل کو امان اللہ نے ایک عام دربار منعقد کر کے اس میں نصر اللہ خاں کو امیر حبیب اللہ خاں کے قتل کا ذمہ وار قرار دیتے ہوئے حبس دوام کی سزا دی ہے اور اصلی قاتل کرنیل شاہ علی رضا کو فوراً سزائے موت دیگئی ہے۔

یہاں تک تو جو کچھ ہوا۔ ہوا۔ لیکن اس کے بعد جو ظہور میں آیا۔ اس پر غور کرتے ہوئے تو صاف عیاں ہو جاتا ہے کہ سرزمین کابل کی کم بختی اور تباہی کے دن بالکل قریب ...... آ گئے ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ گورنمنٹ آف انڈیا کے صیغہ خارجیہ نے جو اعلان کیا ہے اس سے معلوم ہوا ہے۔ کہ چونکہ امیر امان اللہ کے خلاف ملک اور فوج میں ایام بے چینی پھیل گئی۔ اور اس کی حالت سخت مخدوش ہو گئی۔ اس لئے اس نے پنجاب کے ہنگاموں کے متعلق نہایت مبالغہ آمیز افسانے تراش کر اپنے سپاہیوں سے کہا کہ پنجاب کی زرخیز زمینیں اور مال و دولت سے بھرے ہوئے بازار افغان حملہ آوروں کے سامنے بالکل غیر محفوظ حالت میں کھلے پڑے ہیں۔ اور اس طرح ان کی توجہ اندرونی جھگڑوں سے ہٹا کر سرحد پر شورش پیدا کرنے کی طرف کرنی چاہی ہے۔ اور باوجود حضور وائسرائے کی سخت تنبیہ کے اپنے ارادہ بد سے باز نہیں آیا۔ اور لڑائی کے لئے آ کھڑا ہوا ہے۔

گورنمنٹ انگریزی ایسی طاقتور اور پرشوکت سلطنت کے احسانوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے اور تمام عہدوں سے غداری کرتے ہوئے امان اللہ خاں کا جنگ کی طرح ڈالنا سوائے اس کے نہیں کہ اس کی اور اس کے اہل ملک کی شامت اعمال حد کو پہنچ چکی ہے۔ اور وہ وقت آ گیا ہے۔ جبکہ کابل کی غدار اور ناپاک زمین کے جراثیم گورنمنٹ کی زبردست طاقت کے ذریعہ کچلے

اور ہلاک کئے جائیں۔ چنانچہ گورنمنٹ کی بہادر فوجیں سرحد پر جمع ہو رہی ہیں۔ اور سختی سے سخت کارروائی کرنے کے لئے بالکل تیار و آمادہ ہیں۔ اگرچہ اس وقت تک کوئی باقاعدہ مقابلہ نہیں ہوا۔ لیکن جس قدر خبریں آ رہی ہیں ان سے ظاہر ہے۔ کہ انگریزی فوجیں نہایت کامیابی کے ساتھ کارروائی کر رہی ہیں۔

کابل کی مہم سر کرنے کے لئے ہماری جماعت سے جس قدر بھی ہو سکیگا گورنمنٹ کی مدد کرے گی۔ اور ہر ممکن ذریعہ سے گورنمنٹ کو امداد بہم پہنچائیگی۔ لیکن اس موقعہ پر تمام اہل ہند کو عموماً اور اہل پنجاب کو خصوصاً ہم یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ کیا عجب ہے کہ جنگ یورپ کو کامیابی تک پہنچانے میں آپ لوگوں نے جو ناموری اور شہرت حاصل کی تھی اور جس کو حال کے ان ہنگاموں سے بہت نقصان پہنچا ہے۔ جو بعض شورش پسند اور مفسد لوگوں کے اغوا سے واقع ہوئے ہیں۔ اس نقصان کی تلافی کا یہ موقعہ بہم پہنچا ہے اس لئے نہایت ہوشیاری اور جوانمردی سے اس موقعہ پر یہ ثابت کر دینا چاہئے۔ کہ ہمارے گورنمنٹ انگریزی کے ساتھ ایسے مضبوط اور پختہ تعلقات ہیں کہ ان میں ذرہ بھر بھی کمزوری آنیکا خیال کرنا اہل کابل کی سخت نادانی اور بیوقوفی ہے۔ اور اس بات کا پورے طور پر یقین رکھنا چاہئے کہ گورنمنٹ برطانیہ جس نے جرمنی جیسی مضبوط اور خطرناک سلطنت کا ابھی ابھی تختہ الٹا ہے۔ اور جو پہلے کی نسبت زیادہ طاقتور ہو گئی ہے۔ وہ امیر کابل کی پیدا کی ہوئی شورش اور فتنہ کو نہایت آسانی سے مٹا سکتی۔ اور بہت عمدگی کے ساتھ اپنی رعایا کی حفاظت کر سکتی ہے۔

امید ہے کہ اہل پنجاب اس موقعہ پر نہ صرف گورنمنٹ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا ثبوت دینے کے لئے بلکہ اپنی جان و مال۔ عزت و آبرو و آرام و آسائش کی خاطر جہاں گورنمنٹ کو جانی اور مالی امداد دینے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے۔ وہاں ہر قسم کی غلط اور جھوٹی افواہوں کو شہرت دینے سے بھی بالکل پرہیز کریں گے۔ اور کوئی ایسی بات پھیلنے نہ دیں گے جس سے لوگوں میں کسی قسم کی بے اطمینانی پیدا ہونے کا احتمال ہو۔

بالمقابل تفسیر نویسی سے مولوی محمد علی صاحب کا اعراض

سیدنا حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے مولوی محمد علی صاحب کو پہلے بھی ایک موقعہ پر بالمقابل تفسیر نویسی کی دعوت دی تھی۔ تا دنیا پر ظاہر ہو جائے کہ کون شخص دونوں میں سے خدا کی تائید یافتہ ہے اور خدا کی تائید کس کے ہاتھ میں برکت ڈالتی۔ اور اس کے لفظوں کو بابرکت کرتی ہے۔ اور خدا کس کی علمی قوتوں کو سلب کر کے مخذول و مطرود ثابت کرتا ہے۔ اور اس دفعہ کے جلسہ سالانہ میں بھی انفصال نزاع کے لئے یہی بات پیش کی تھی۔ مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے پہلے بھی یہی جواب دیا گیا تھا جس کو ایڈیٹر صاحب پیغام نے ۹-۱ اپریل ۱۹۱۹ء کے پرچہ میں ان الفاظ میں دہرایا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح

"بالمقابل تفسیر نویسی یا بددعا پر زور دیتے ہیں۔ مگر کیا انہیں معلوم نہیں کہ ہماری طرف سے تو حضرت امیر ایدہ اللہ ایک دو آیتوں یا رکوع کو چھوڑ سارے قرآن کی تفسیر لکھ کر شائع کر چکے ہیں۔ وہ بھی کسی مولوی وغیرہ کی کمیٹی یا بورڈ کی مدد سے نہیں۔ بلکہ اکیلے اللہ تعالے کے فضل سے آپ نے لکھی ہے۔ اب اگر بالمقابل تفسیر لکھنا۔ اور اس میں علوم و معارف کے دریا بہا دینا یہ عقاید کی صحت کا معیار ہو سکتا ہے۔ تو اب میاں صاحب کا یہ کام ہے۔ کہ وہ ایسی تفسیر لکھیں تا کہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ کس کی تفسیر بلند پایہ اور مرتبہ رکھتی ہے۔"

پھر لکھا ہے:-

"ہماری طرف سے تفسیر شائع ہوئی جو عام طور پر پسند کی گئی میاں صاحب کو کسی ایسی تفسیر کی اشاعت کی توفیق بھی نہ ملی۔"

بالمقابل تفسیر نویسی کے جواب میں یہ عذرات اور اعتراضات اس قدر بیہودہ اور نامعقول ہیں کہ جس کی کچھ انتہا نہیں۔ اگر ایڈیٹر صاحب پیغام کو یہ معلوم ہوتا کہ اپنے طور پر قرآن کی تفسیر کر دینا یا ترجمہ شائع کر دینا قرآن دانی اور خدا سے تائید یافتہ ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ تو وہ ہرگز اپنے امیر صاحب کے ترجمہ کو اس وقت ہمارے سامنے پیش نہ کرتے۔ دیکھو خدا کے مسیح حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مقابلہ میں تمام عرب و عجم کے مولویوں۔ زبان دانوں۔ اور صوفیوں کو قرآن کریم کی کسی سورہ کی تفسیر لکھنے کے لئے ایک دفعہ نہیں متعدد دفعہ بلایا اور بار بار کہا کہ آؤ قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر لکھو۔ پھر دیکھو معارف و حقائق کے لحاظ سے کس کی تفسیر اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔ یہ مولوی جن کو مقابلہ پر بلایا گیا۔ ان میں سے بعض قرآن کریم کی تفسیریں لکھ کر شائع کر چکے ہیں۔ مثلاً مولوی ثناء اللہ نے عربی اور اردو دو زبانوں میں قرآن کریم کی تفسیر شائع کی ہے۔ پھر مخالف مولویوں میں مولوی عبد الحق دہلوی کی تفسیر حقانی مطبوعہ موجود ہے۔ اور پھر سر سید احمد خاں کی تفسیر قرآن موجود ہے۔ اور مولوی نذیر احمد خاں کا ترجمہ قرآن مجید چھپا ہوا موجود ہے۔ پھر مرزا حیرت کا ترجمہ ملک میں شائع ہو چکا ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی کا ترجمہ بھی ملک میں مشہور ہے۔ عبد الحکیم خاں ڈاکٹر کا ترجمہ و تفسیر انگریزی و اردو آپ لوگوں سے پوشیدہ نہیں۔ پس اگر قرآن دانی کا یہی معیار ہے۔ کہ قرآن کریم کی تفسیر لکھ کر شائع کر دیجائے تو ایڈیٹر صاحب پیغام کو مان لینا چاہیئے کہ سر سید احمد خاں صاحب مولوی ثناء اللہ صاحب اور حضرت مسیح موعود کے دوسرے مخالفین کو

توقرآن شریف آتا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود کو نعوذ باللہ نعوذ باللہ نہیں۔ آتا تھا۔ کیونکہ آپ نے سارے قرآن کریم کی تفسیر شائع کی۔ نہ ترجمہ لیکن حال یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود باوجود اس کے کہ سید احمد خان صاحب کی تفسیر موجود ہے۔ ان کے متعلق لکھتے ہیں

اے اسیر عقل خود بر ہستی خود کم بناز
کیں سپہر بوالعجائب چوں تو بسیار آورد
غیر را ہرگز نمی باشد گذر در کوے حق
ہر کہ آید ز آسماں او راز آں یار آورد
خود بخود فہمیدن قرآں گماں باطل است
ہر کہ از خود آورد او نجس و مردار آورد

پھر ایک جگہ فرماتے ہیں۔

مشکل قرآں نہ از ابنائے دنیا حل شود
ذوق آں می داند آں مستے کہ نوشد آں شراب

پس اگر ایک شخص کے متعلق اس معیار کی بنا پر قرآن دانی کا فیصلہ ہوجاتا ہے۔ کہ وہ ترجمہ شائع کرچکا ہے۔ تو یورپ کے ان عیسائی مترجموں کے بھی قرآن دان ہونے کا اقرار کریجیے جنہوں نے قرآن کا انگریزی میں ترجمہ اور تفسیر شائع کی ہے۔ پھر بنگال میں ایک عیسائی نے قرآن کریم کا ترجمہ بنگالی زبان میں کیا ہے۔ وہ بھی تمہارے نزدیک قرآن دان ہوگا۔ پھر یہی نہیں بلکہ اس معیار کی رو سے تو آنحضرت اور حضور کے جمیع صحابہ کی قرآن دانی سے انکار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی کوئی تفسیر نہیں چھوڑی۔ پھر صحابہ میں سے کسی صحابی کی تفسیر موجود نہیں ہے۔ نہ حضرت ابوبکرؓ کی نہ حضرت عمرؓ کی نہ حضرت عثمانؓ کی نہ حضرت علیؓ کی۔ اور نہ کسی اور صحابی کی۔

پس چونکہ مولوی محمد علی صاحب نے تو قرآن کریم کا ترجمہ و تفسیر شائع کی ہے۔ اور ان حضرات میں سے کسی نے بھی تفسیر شائع نہیں کی۔ اس لئے چاہیے کہ مقرر کردہ معیار کی رو سے نتیجہ نکلا کہ نعوذ باللہ مولوی محمد علی صاحب ان تمام بزرگوں سے زیادہ قرآن کے جاننے والے ہیں

پھر یہ کس قدر جہالت اور حماقت ہے۔ کہ مقابلہ میں آنے سے اس لئے انکار کیا جارہا ہے کہ مولوی صاحب تو ترجمہ شائع کرچکے ہیں۔ اور حضرت محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح نے کوئی ترجمہ و تفسیر شائع نہیں کی۔ حالانکہ اس صورت میں تو مولوی صاحب کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح کے مقابلہ میں آنا اور بھی آسان بات ہے کیونکہ وہ قرآن کریم کی تفسیر شائع کرچکے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح نے کوئی تفسیر شائع نہیں کی۔ اور اس لحاظ سے مولوی صاحب قرآن مجید کے عالم ہیں اور حضرت خلیفہ ثانی بقول ان کے قرآن سے نا واقف۔ پھر کیوں وہ میدان میں آکر ایک ایسے شخص کا جو قرآن کا مفسر نہیں ہے خود قرآن کے مفسر ہونے کے باوجود مقابلہ کرکے اس کے قرآن دانی کے دعوے کو باطل نہیں کر دیتے۔

دراصل یہ معیار نہایت بیہودہ ہے۔ کہ چونکہ ہم تفسیر شائع کرچکے ہیں۔ اس لئے ہمیں مقابلہ میں آنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس طرح تمام وہ مولوی جو تفسیریں لکھ چکے تھے۔ حضرت مسیح موعود کے بالمقابل تفسیر نویسی کی دعوت دینے پر کہہ سکتے تھے۔ کہ ہم لکھ چکے ہیں آپ بھی سارے قرآن کی تفسیر شائع کردیں مگر ظاہر ہے۔ کہ بہادر کی بہادری اور شجاع کی شجاعت اور عالم کی علمیت مقابلہ میں ہی ظاہر ہوا کرتی ہے اگر کوئی شخص بہادری کی ٹریننگ اور شجاعت کی لاف مارنے کے بعد اسکو کوئی مقابلہ میں طلب کرے۔ تو کہدے کہ میں نے تو فلاں کام کیا تھا۔ تم بھی کر دو۔ پھر دنیا دونوں کی شجاعت کا فیصلہ کریگی تو اس کے متعلق کہنا پڑے گا کہ یہ شخص نہایت درجہ کا بزدل اور کم حوصلہ شخص ہے۔ کہ اپنی بہادری کسی پچھلے واقعہ کی بنا پر جتاتا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہی ہے کہ اگر کوئی شخص کچھ جانتا ہے۔ تو وہ میدان میں نکلے۔ کیونکہ مقابلہ سے ہی قدر و قیمت معلوم ہوا کرتی ہے

مولوی صاحب کی طرف سے کہا جاتا ہے۔ کہ وہ تفسیر شائع کرچکے ہیں۔ ہم کب انکار کرتے ہیں کہ انھوں نے ترجمہ شائع نہیں کیا۔ دیکھنا یہ ہے کہ بالمقابل تفسیر کرنے میں قرآنی تائید کس کے شامل حال ہوتی ہے۔ اور کس کو تازہ علوم سے مدد دیجاتی ہے۔

مولوی صاحب کو جس تفسیر پر ناز ہے اس کا نمونہ تو ہم "قل اللہ ثم ذرھم" میں ہی دیکھ چکے ہیں۔ کہ اس کے معنی آپ بتاتے ہیں۔ "اللہ منوا کر چھوڑ دو" جس شخص کو اتنی بھی تمیز نہیں۔ کہ اس آیت کا صحیح ترجمہ کرسکے۔ قرآن کریم کی تفسیر کیا خاک کریگا

مولوی صاحب قرآن دانی اور خدا سے "تائید یافتہ" ہونا اور بات ہے۔ اور ترجمہ شائع کردینا اور چیز کیونکہ حضرت مسیح موعود نے بتایا ہے۔ کہ قرآن کو وہی سمجھ سکتا ہے جو خدا کی طرف سے آئے یا خدا جس کو کسی کام کیلئے کھڑا کرے۔ دوسرا جس کو اوپر سے مدد نہیں ملتی اپنی طرف سے اگر لائیگا تو "نجس و مردار" ہی لائیگا۔ پس اگر واقعی آپ کو قرآن کے علوم دئے گئے ہیں۔ اور آپ کا اللہ تعالےٰ سے تعلق ہے۔ اور آپ راہ راست پر ہیں۔ اور آپ کے نزدیک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نعوذ باللہ گمراہ ہیں۔ اور لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ اور ان کو علوم سے کچھ مس نہیں۔ تو آئیے آکر فیصلہ کر لیجیے۔ باقی رہا یہ کہ چونکہ آپ تفسیر شائع کرچکے ہیں۔ اس لئے یہ مان لیا جائے۔ کہ آپ کا تعلق باللہ بھی ہے۔ یہ درست نہیں۔ کیونکہ بہت لوگوں نے قرآن کا ترجمہ و تفسیر شائع کیا ہے۔ مگر وہ ہیں گمراہ۔ تفسیر شائع کردینا کوئی معیار خدا شناسی کا نہیں ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس امت میں جس قدر اکابر اور اولیاء ہوئے ہیں۔ ان میں سے کسی نے بھی قرآن کی مکمل تفسیر نہیں کی۔ اور نہ کوئی شخص کرسکتا ہے کیونکہ قرآن کی مکمل تفسیر کرنے کے یہ معنی ہیں کہ گویا تمام قرآنی علوم کا احاطہ کر دیا گیا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوسکتا۔

پس یہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ سنت ہے کہ آپ نے تمام مکفر و مکذب مولویوں کو قرآن کریم کی کسی سورۃ یا آیت کی تفسیر بالمقابل کرنے کے لئے دعوت دی تھی۔ تاکہ حق واضح ہو۔ اسی سنت کی متابعت میں حضور کے خلیفہ برحق نے بھی اپنے مخالفوں کو بالمقابل تفسیر نویسی کی دعوت دی ہے۔ اس وقت اگر حضرت مسیح موعود کے مخالف مولوی یہ نہیں کہہ سکتے تھے۔ کہ ہم تفسیر یا ترجمہ شائع کرچکے ہیں۔ آپ بھی شائع کردیں دنیا فیصلہ کریگی۔ تو بدرجہ اولیٰ مولوی محمد علی صاحب

اپنے ترجمہ کی وجہ سے حضرت خلیفہ ثانی کے بالمقابل بیٹھ کر تفسیر نویسی سے اعراض کرنے کے مستحق نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ مسیح موعود کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور ان کے لئے حضرت مسیح موعود کا قول و فعل حجت ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی شرافت

اہلحدیث مورخہ ٢٨ - مارچ میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر گالیاں دینے کا الزام لگایا۔ اور یہ بیہودہ الزام لگانے کا موقعہ اس طرح ہم پہنچایا ہے کہ کچھ دن ہوئے پیر جماعت علی شاہ صاحب بنگلور میں گئے ہوئے تھے۔ جہاں انہوں نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق اپنے وعظ میں کچھ کہا جس کی رپورٹ کسی نے امرتسر میں مولوی صاحب کو بھیجی۔ آپ اس رپورٹ کو درج کرتے ہوئے اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ صوفی تو وہ ہوتے تھے جن کے اخلاق عمدہ ہوتے تھے اور وہ اسلام کا زندہ نمونہ ہوتے تھے۔ اور انہوں نے دنیا کو دکھا دیا تھا کہ

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد ﷺ

پھر لکھتے ہیں کہ "پیر جماعت علی شاہ صاحب کا غیظ و غضب مشہور ہے۔ گالیاں دینا تو آپ کا عام شیوہ ہے"۔ اور آگے لکھتے ہیں کہ یہ ایک صوفیانہ معیار ہے۔

جس پر مرزا صاحب قادیانی بھی پرکھا جاتا تھا وہ بھی غصہ میں اپنے مخالفوں کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ جس کو عام طور پر شرفا ناپسند کرکے اظہار نفرت کرتے تھے۔"

چونکہ ثناء اللہ صاحب نے شرافت کا دعویٰ کیا ہے اور کہتا ہے کہ حضرت مسیح موعود جو بزعم اس کے بد زبانی کرتے تھے۔ اس سے شرفا نفرت کرتے تھے۔ گویا کہ مولوی ثناء اللہ بھی ایک شریف ہے۔ جو بد زبانی سے سخت متنفر ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ثناء اللہ نے جو گالیاں امام الاتقیا حضرت مسیح موعود کو دی ہیں۔ ان میں سے بعض یہاں نقل کی جائیں۔ تاکہ امرتسری شریف کی شرافت کا پردہ اٹھ جائے۔

اگرچہ اس گند کو نقل کرنے کو جی تو نہیں چاہتا تھا مگر کیا کیا جائے۔ ثناء اللہ اپنی صورت کو دیکھ نہیں سکتا جب تک اس کا تیار کیا ہوا آئینہ اس کی آنکھوں کے آگے نہ رکھا جائے۔ اس لئے ان کفریات میں سے کچھ مجبوراً یہاں نقل کرنا پڑا ہے اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

شریف امرتسری خدا کے مسیح کے متعلق لکھتا ہے

"(١) خناس (٢) حضرت اقدس (٣) مرزا جی فن المہ فریبی میں چست و چالاک ہیں (٤) قادیانی کاہن (٥) قادیانی کاہن کی روسیاہی (٦) حضرت گدھا علیہ السلام (٧) مرزا کے الہامات ایک گوزشتر کی طرح ہوا میں اڑ کر بدبو پھیلا چکے ہیں (٨) حضرت اکذب (٩) میں آپ کو مفسد دجال جانتا ہوں خواہ آپ سنتے توے پر ...... رکھ دیں۔ آپ کے دجال کذاب مردود وغیرہ ہونے میں کیا شک ہے آپ کے کاذب اور دجال ہیں۔ خبطی۔ گیدڑ (١٠) واہ رے دجال تیری بیحیائی۔ اے ظالم۔ کانے دجال۔ مسرف۔ کذاب۔ عیار (١١) مرزا جی کی اینٹ البحر (١٢) مرزا جی کا الہام مثل وہ پیارہ کی بیت کی طرح جس کی ٹانگ نیچے کرنے سے سر اونچا اور سر کے نیچا کرنے سے پاؤں اوپر (١٣) ابو اللہ۔ کذب مجسم۔ اکذب الناس۔ قلندر (١٤) سرسید کے اکلوتے بیٹے (١٥) ڈھیٹھ اور بے شرم بھی دنیا میں ہوتے ہیں۔ مگر سب پر سبقت لے گئے ہے۔ بے حیائی آپکی گیدڑ بنکر بھاگ جانا آپ کا قدیمی دستور ہے"

ناظرین معاف فرمائیں۔ اگرچہ میں نے یہ چند شرافت کے نمونے۔ اس چودھویں صدی کے شریف صاحب کی بول چال کے نقل کئے ہیں۔ کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے بھی اپنے دشمنوں اور مخالفوں کے لئے ایسا کلام استعمال فرمایا ہے۔ وہ ہمیشہ انجام آتھم کے اس حوالہ کو پیش کیا کرتے ہیں اور اس اخبار میں بھی ایک موقعہ پر اسی کو پیش کیا ہے کہ "اے بد ذات فرقہ مولویاں"

مگر میں کہتا ہوں کہ اس فقرہ کو ان مغلظات سے اور ان امرتسری شریفانہ نمونوں سے قطعاً کوئی نسبت نہیں ہے۔ اور نہ کوئی دانا اس فقرہ کو ان سے نسبت دے سکتا ہے۔

کیا ایسے مولویوں کے لئے یہ فقرہ استعمال کرنا گالی دینا ہے۔ جو ہمیشہ بد ذاتی کرتے رہتے ہیں۔ اور جو مخلوق خدا کو دھوکہ دے دے کر اور جھوٹ بول بول کر غلطی میں ڈالتے ہیں۔ پھر کیا وہ مولوی جو فتویٰ مسائل پر نہیں دیتے۔ بلکہ لوگوں کی شخصیتوں پر دیتے ہیں۔ وہ بد ذات نہیں ہیں۔ پھر کیا وہ مولوی جو اپنی قوم کو تو خونی مہدی کی آمد کا یقین دلاتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کے پاس خفیہ خفیہ کتابیں چھپوا کر بھیجتے ہیں۔ کہ ہم خونی مہدی کے منتظر نہیں ہیں۔ بد ذاتی کا کام نہیں کرتے۔ اگر کہو کہ تمام مولوی اس فقرہ میں شامل ہیں تو یہ جھوٹ ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے ایسے الفاظ انہیں مولویوں کے لئے استعمال کئے جنہوں نے آپ کے مقابلہ میں ایمانداری کو چھوڑ کر مکر و فریب اور چالبازی سے کام لیا ہے۔ اور جھوٹ بول کر آپ کے خلاف غلط فہمی پھیلاتے رہے ہیں۔ اور جن کے لئے خود رسول اللہ نے فرمایا علماءھم شر من تحت ادیم السماء۔ جنہوں نے ایسی شرارتیں نہیں کیں ان کو آپ نے ایسے جملوں سے الگ کیا ہے۔ اور ہم بھی انہیں ایسا نہیں کہتے۔

امیر کابل سے کیا سلوک ہوگا

حضور والا سرائے ہند نے سرحدی شورش کے متعلق جو اعلان شائع کیا ہے۔ اس میں ارشاد فرمایا ہے کہ "امیر نے احمقانہ خودکشی کی چال چل کر اپنی قوت کو ایک طاقت سے ٹکرانے کی جرات کی ہے۔ جو کہ حال ہی میں دنیا کی سب سے بڑی جنگ میں مظفر و منصور رہی ہے گورنمنٹ کے قبضہ میں بے اندازہ طاقتیں ہیں۔ اور اس دلیرانہ اور مجرمانہ حملہ کی پاداش میں امیر ایسی سزا دیکھنا چاہیئے جس کا وہ مستحق ہے۔" امید ہے گورنمنٹ اس شورش کو [illegible] جلد [illegible] صاف کر سکے گی۔

ــــــــ

ــــ یہ کچھ بسم [illegible] اس خادم سلسلہ کے حق میں ثناء اللہ نے کچھ بد زبانیاں کی ہیں۔ الفضل

سرحدی شورش

قلعہ چھوڑا پر گولہ باری ۱۳- مئی ڈکئی بازار کے مشرقی کنارہ پر ہم نے قلعہ چھوڑا پر کامیاب ہوائی تاخت کی اس قلعہ کا مالک ایک مفسدہ پرداز آفریدی ملک ہے۔ جو درہ خیبر میں ہمارے سلسلہ آمدورفت میں مخل ہونے کی دھمکی دیتا تھا اور اس کے اہل جرگہ نے ہم سے خود کہا تھا کہ اسے سزا ملنی چاہئے۔ محاذ وقا سے خبر آئی ہے۔ کہ وہاں دشمن کے پاس رسد وسامان نہیں رہا۔ غالبًا یہ بالکل صحیح ہے۔ کیونکہ ہمارے ہوائی جہازوں کا بیان ہے۔ کہ وفاسے سے جلال آباد تک تمام سڑک غیر آباد اور اجڑی ہوئی ہے۔

ڈیرہ جات اور بنوں کی سرحد پر سکون کا عالم ہے اور تمام آزاد فرقوں کی روش بدستور طمانیت بخش ہے ۱۳- مئی کی شام تک ہمارے نقصان جان کی فہرست حسب ذیل تھی۔

برطانوی مقتولین ۴- زخمی ۱۹-

ہندوستانی " ۷ " ۲۲

افغانوں کو سخت زک۔ لنڈی کوتل سے موصول شدہ پیغامات مظہر ہیں کہ ۱۱- مئی کو ہمارے حملے سے افغانوں نے سخت زک اٹھائی۔ اس وقت تک ہم نے دشمن کی ۲ معمولی توپوں کے علاوہ ایک گارڈنر توپ پر تصرف کیا ہے۔ دشمن کے مقتولین کی تعداد ۱۰۰ سے کم نہیں۔ اور ہم انکی بہت سی لاشیں دفن بھی کر چکے ہیں۔ اس تعداد میں وہ نقصان جان شامل نہیں جو فضائی تاخت سے دشمن کے دور دراز مقامات میں ہوا۔ جلال آباد اور ننگرہار میں ان ہوائی حملوں کے خاطر خواہ نتائج معرض ظہور میں آئے ہیں۔ اس حقیقت کا بین ثبوت یہ ہے کہ افغانی فوج کے صدر مقام تیو دقا پر ہمارے ہوائی جہازوں نے دیکھ بھال کی۔ اور معلوم کیا۔ کہ یہ اہم مقام بالکل خالی کر دیا گیا ہے۔ اور ابھی تک خالی ہے۔

امیر افغانستان کا نامعقول فرمان

پنجاب گورنمنٹ کو اطلاع ملی ہے۔ کہ ایک نہایت نامعقول فرمان کی کاپیاں جو امیر افغانستان نے شائع کیا ہے ہندوستان پہنچ رہی ہیں۔ یہ فرمان جو ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے "میں یہ حکم بھیجتا ہوں اور خدا تمہارے ساتھ ہو..." انڈین ایکٹ دفعہ ۱۲ کے ماتحت بند کر دیا گیا ہے۔ حضور لفٹنٹ گورنر عوام الناس کو مطلع کرتے ہیں۔ کہ مذکورہ فرمان کی کاپیاں قانون تحفظ ہند قاعدہ نمبر ۲۵ الف کی رو سے ممنوع تحریریں تصور ہونگی۔ اور اگر کسی شخص کے قبضے یا تصرف میں ایسی کاپیاں پائی گئیں تو وہ شخص اسی قاعدہ کی دوسری شق دفعہ کی سزا کا مستوجب ہوگا۔

مزید پیشقدمی۔ شملہ ۱۴- مئی۔ مندرجہ ذیل اعلان مورخہ ۱۴- مئی شائع کیا گیا ہے۔ ہماری فوج نے علاقہ خیبر میں مزید پیشقدمی کی ہے۔ اور ڈکا کی اہم افغان سرحدی چھاؤنی پر ہم نے ۱۳ تاریخ کو قبضہ کر لیا۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ۱۱ تاریخ کی لڑائی میں افغانوں کے پاس کل ۱۰- توپیں تھیں کہا جاتا ہے۔ کہ افغانی افواج کی اخلاقی حالت بہت خراب ہے۔ چمن سے خبر موصول ہوئی ہے۔ کہ وہاں امن و امان ہے۔ لیکن قندہار کی فوج کی طرف سے کچھ سرگرمی کی افواہیں پھیل رہی ہیں۔ سرحد کے بار دیگر علاقوں سے موصول شدہ خبریں مظہر ہیں کہ وزیری بدستور خاموش ہیں۔ اور خوست کرم یا دراہ میں کوئی قابل ذکر واقعہ نہیں ہوا۔ افغان فوج میں تامل اور تذبذب کے صریح آثار کو صرف نہایت تسلی بخش امر خیال کیا جا سکتا ہے۔ نسبتًا ایک مختصر سی فوج کو ہمارے علاقہ میں دھکیل کر اور انہیں تنہا بے مدد کے چھوڑ دینے میں امان اللہ نے بڑا درجہ کی غلطی کا جرم کیا ہے۔ نیز شتال کے ہماری سرحد پیست ... کا ہماری طرف سے نہایت موثر اور فوری کارروائی کے ذریعہ جواب دیا گیا ہے۔ ہم نے اب تصرف اپنے وفادار شنواری کی اطلاع کر دی دشمن

کے حملوں سے آزاد کرا لیا ہے۔ بلکہ ہم نے بطور یرغمال کے افغان سرحدی سٹیشن ڈکا پر قبضہ کر لیا ہے۔ جس کے متعلق دشمن کا ارادہ تھا کہ ہمارے خلاف آئندہ کارروائیوں میں سے مقدم مقدمۃ الجیش کے طور پر استعمال کیا جائیگا۔

لڑائی بند کرنے کے متعلق افغان کمانڈر انچیف کی درخواست لاہور ۱۵- مئی۔ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ افغان کمانڈر انچیف نے درخواست کی ہے۔ کہ لڑائی بند کی جائے۔

غیر ممالک کی برقی خبریں

ہنگری میں بدامنی۔ برن ۲۷- اپریل بڈاپسٹ سے خبر ملی ہے کہ میونسٹوں نے سینکڑوں سرگردہ لوگوں کو گرفتار کر لیا ہے جن کو اگر رومانوی یا اتحادی افواج نے ہنگری پر قبضہ کر لیا تو قتل کیا جائیگا۔ بغرلی برگھیا ٹ ہرمینشاٹ میں پہنچ گیا ہے۔ اور اس نے ایک اعلان جاری کیا ہے کہ اتحادی افواج ہنگری پر قبضہ کر لینگی اور امن بحال کرینگی۔

روس اور جرمن۔ برلن ۷- مئی۔ نیشنل اسمبلی کی صلح کمیٹی نے روس کے ساتھ دوستانہ تجارتی تعلقات کے از سر نو قائم کئے جانے اور صلح کئے جانے کے حق میں ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے۔

امریکہ میں سازش بم نیویارک یکم مئی۔ نیویارک میں اور دیگر جگہ ڈاک میں ۳۶ بم پائے گئے ہیں۔ حکام ڈاکخانہ کو یقین ہے۔ کہ اس دریافت سے یوم مئی کے مظاہرے کے طور پر اعلیٰ شخصیتوں کو قتل کرنے کی ایک سازش معلوم ہو گئی ہے۔ جن اشخاص کے پاس سے بم پائے گئے ہیں ان میں سے اکثر ریڈز کے سرگردہ مخالف ہیں جن میں سینیٹر ہارڈوک بھی شامل ہے۔ جو انگرس کو روکنے

اشتہار

ضرورت

ہم کو علاقہ پنجاب کے مشہور و معروف مقاموں پر اپنی تجارت موجودہ کی ایک ایک دوکان قائم کرنا ہے جس کے لئے ایسے احمدیوں کی ضرورت ہے جو معمولی اردو اور حساب و کتاب میں مہارت رکھنے کے علاوہ محنتی و جفاکش ہوں تنخواہ عہ۱۵ سے عہ۲۵ دیجاویگی۔ اور اپنی معتبری کی تصدیق کسی معزز احمدی یا مقامی انجمن کے سکرٹری سے کرا سکتے ہیں

ہم کو مقام یادگیر ریاست نظام میں ایک جدید کارخانہ چرمی قائم کرنا ہے جس کے لئے زین ساز بوٹ شوز وغیرہ چمڑا رنگنے والے کاریگروں کی ضرورت ہے۔ تنخواہ کا فیصلہ خط و کتابت سے طے ہو سکتا ہے ہمراہ درخواست سارٹیفکیٹ آنا چاہئے احمدیوں کو ترجیح دیجاویگی۔

المشتہر منیجر کارخانجات سیٹھ شیخ حسن صاحب احمدی مقام یادگیر جی آئی پی ریلوے ضلع گلبرگہ شریف

گمشدہ کی تلاش۔ بیس روپے انعام

ایک غریب شخص مسمی اللہ دتا زرگر ساکن [illegible] ۶۳ [illegible] کا لڑکا مسمی غلام محمد جس کا حلیہ ذیل ہے عمر ۱۱ سال۔ رنگ گندم نما۔ دائیں کنپٹی پر داغ چیچک کے۔ زبان سے تھتھلا اور ساتھ ہی بہرہ بھی کان چھید کر ہوئے۔ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے پر زخم کا نشان [illegible] گم ہوا ہے۔ جو شخص اس کا پتہ بتا دیگا اس کو [illegible] ۲۰ روپیہ انعام دیا جائیگا اگر وہ [illegible] تک پہنچا دیگا اسے [illegible] خرچہ وغیرہ سب ادا کر دیا جاویگا۔

از پیشگاہ جناب عبد اللطیف خانصاحب ایڈیشنل منصف صاحب۔ درجہ دویم پشاور

غلام محمد ولد غلام قادر ذات خوجہ سکنہ مہر بردار شہر پشاور مدعی

بنام

۱ خیر محمد و ۲ گل محمد پسران میاں محمد سکنہ محلہ کچی شہر پشاور مدعا علیہ ۲ گل محمد حال ساکن موضع مرا ضلع کامل پور

۳ حکیم محمد امین ولد حکیم محمد بخش سکنہ ڈھکی شریف خانہ شہر پشاور

دعوے دلاپانے بذریعہ حق شفع قریباً ۱ مرلہ زمین بادا سے ما عہ۵ واقع شہر پشاور محلہ کچی

مقدمہ مندرجہ بالا میں گل محمد مدعا علیہ نمبر ۲ عمداً سمن کی تعمیل سے گریز کرتا ہے اور روپوش رہتا ہے چونکہ اب عدالت ہذا میں تاریخ پیشی ۲۶ [illegible] مقرر ہے لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ ۲ تاریخ مقررہ پر اصالتاً یا بذریعہ وکیل یا مختار حاضر ہو کر پیروی مقدمہ خود کریں ورنہ اس کی نسبت یکطرفہ کارروائی عمل میں آویگی۔

آج بتاریخ ۱۵ مئی سنہ ۱۹۱۹ء بدستخط اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

(مہر عدالت)

دستخط منصف صاحب

درس قرآن کریم کے نوٹ

از افاضات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

(مرتبہ غلام نبی بلانوی)

سورہ ابراھیم
بقیہ رکوع اول

۹ - اپریل ۱۹۱۹ء

یہاں کفار کے متعلق فرمایا - کہ ان کا رب حکم دیتا ہے - کہ تو انھیں ظلمت سے نور کی طرف لے جائے -

رب - اس ہستی کو کہتے ہیں - جو ادنیٰ حالت سے ترقی تک پہنچائے - یہاں رب کا لفظ رکھ کے بتایا کہ رب کا ہونا متقاضی ہے - کہ وہ ایسی تعلیم بھیجے - جو ہدایت کا موجب ہو - اور ادنیٰ حالت سے اعلیٰ کی طرف لیجائے - پھر دنیا میں غیر کے حکم سے انسان چڑتا ہے - مگر جو اپنا ہو اور جس سے محبت ہو - اس کی طرف سے اگر کوئی پیغام لے کر آئے تو اسے نہایت اشتیاق سے ملتا - اور پوری توجہ سے اس کی بات سنتا ہے - پس ایک طرف تو اس سے یہ بتایا - کہ میں نے توجہ بہت کردی ہے - کہ ایک انسان کو تمھاری روحانی اصلاح کے لئے بھیجا ہے - اب تمھیں چاہیئے - کہ خوشی سے اس کا استقبال کرو - اور اس کی باتوں کو قبول کرو - دوسری طرف یہ بتایا - کہ یہ جو کچھ کہتا ہے - اپنی طرف سے نہیں کہتا - بلکہ تمھارے ہی رب کی طرف سے کہتا ہے - اس لئے تمھیں قبول کرنا چاہیئے

العزیز - غالب - ہر ایک قسم کی حاجتوں سے غنی -

الحمید - ہر ایک قسم کی تعریف کے قابل - اور تمام نقصوں سے پاک -

اللّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَوَیْلٌ لِّلْکٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِیْدِ ۙ - اللہ - عزیز اور حمید سے مراد وہ اللہ ہے - کہ اسی کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے - اور ویل ہے - ہلاکت ہے - افسوس ہے - عذاب ہے - کافروں کے لئے سخت عذاب

وہ لوگ جو دنیا کی ورلی زندگی کو پسند کرتے مقابلہ پیچھے آنے والی زندگی کے اور اللہ کے راستہ سے روکتے - اور عوج چاہتے - یعنی اللہ کا جو رستہ ہے اسے کج کرنا - اور صداقت کو بگاڑنا چاہتے ہیں - یہ بہت بڑے گمراہ ہیں ان کے لئے ضرورت ہے - کہ خدا کی طرف سے ایک شخص آئے - اور انھیں ہدایت کی طرف لے جائے -

(۱۴ - اپریل ۱۹۱۹ء)

انبیا کی زبان ان کا معجزہ ہوتا ہے

انبیا کی بعثت کی غرض جیسا کہ اس سورہ کے شروع میں ہی بیان کیا گیا ہے - یہی ہوتی ہے - کہ ان کے ذریعہ لوگوں کو ظلمت سے نکال کر نور کی طرف لایا جائے - پس انبیاء دنیا میں آکر لوگوں کو ظلمت کی تاریکی سے نکال کر نور ہدایت کی طرف لاتے ہیں - انکا یہ لانا جسمانی نہیں ہوتا - اور اس طرح نہیں ہوتا کہ ظلمت کے جنگل سے ہاتھ پکڑ کر ہدایت کے میدان میں لے آتے ہیں - کیونکہ نہ ان کی ضلالت مادی ہوتی ہے - اور نہ ہدایت کوئی مادی چیز اسی طرح نہ ضلالت کا گڑھا مادی ہے - اور نہ میدان نور مادی چیز ہے - چونکہ یہ سب روحانی باتیں ہیں - اس لئے ان کے لئے سامان بھی روحانی ہی ہوتے ہیں - ورنہ اگر مادی ہوں - تو ایک گونگا جس کی زبان کٹی ہو یا جو بول تو سکتا ہو مگر اسکی زبان اور ہونٹوں میں ایسا نقص ہو کہ الفاظ پوری طرح ادا نہ کرسکتا ہو - یا کچھ نہ کچھ الفاظ بھی ادا کر سکتا ہو مگر کوئی عصابی کمزوری ہو - کہ اپنا مطلب ادا نہ کرسکتا ہو ایسا آدمی

بھی ترقی کا رستہ دکھاتا اور بچہ کرتا سکتا کہ یہ ہے۔ لیکن چونکہ ایسا نہیں ہوتا۔ اور نبی جو رستہ دکھانے کے لئے آتے ہیں۔ وہ جسمانی نہیں۔ بلکہ روحانی ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ وہ لوگوں کے دلوں پر قبضہ اور تصرف حاصل کریں۔ اور اس کے لئے یہی ضروری ہوتا ہے۔ کہ روحانی باتیں لوگوں کے دلوں تک پہنچائی جائیں۔ چونکہ اس قسم کی باتیں پہنچانے کا ذریعہ زبان ہوتی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نبیوں کو ایسی زبان عطا کرتا ہے۔ جو بہت اثر کرنے والی اور نہایت شستہ اور پاکیزہ ہوتی ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ ظاہر کا اثر بھی بڑا ہوتا ہے۔ پس چونکہ دل صرف اسی طرح فتح نہیں کئے جاتے۔ کہ مضمون عمدہ ہو۔ بلکہ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ وہ مضمون بیان بھی ایسے عمدہ طریق سے کیا جائے۔ کہ لوگوں کے دلوں پر اثر کرے۔ اس لئے خدا کی سنت ہے کہ وہ ایسے ہی لوگوں کو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث کرتا ہے۔ جن کی زبان عام لوگ بھی باسانی سمجھ سکیں۔ اور ان کے دل اس سے متاثر ہو سکیں اس زمانہ میں ہم نے حضرت مسیح موعود کو دیکھا ہے۔ آپ کو جو طرز تحریر دیا گیا وہ بھی آپکی صداقت کا ایک زبردست نشان ہے۔ آپ سے پہلے جو لوگ گذرے ہیں۔ انکی کتابوں کو دیکھا جائے۔ تو ان میں تصنع سے ایسے مشکل الفاظ بھرے ہوئے ملتے ہیں۔ کہ جن کا مطلب عام لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ مثلاً مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے متعلق سنا ہے۔ کہ بڑے عالم اور بہت بولنے والے تھے۔ مگر ان کی کتابیں عام لوگ سمجھ نہیں سکتے۔ یہی حال اور لوگوں کا ہے لیکن حضرت مسیح موعود کی کتابوں کو معمولی سے معمولی لیاقت کا انسان بھی باسانی سمجھ سکتا ہے۔ اور میں نے تو دیکھا ہے۔ آپکی کتابوں کو اس علاقہ کے لوگ بھی باسانی سمجھ سکتے ہیں جن میں اردو بہت کم سمجھی جاتی ہے۔ اور یہ آپکی صداقت کا ایک نشان ہے۔ پھر میں تو دیکھتا ہوں۔ کہ آپ کے قائم مقاموں کو بھی یہ بات عطا ہوئی ہے۔ اور خدا تعالیٰ ان کی زبان میں بھی خاص اثر ڈال دیتا ہے۔ میرے ساتھ ہی ایک دفعہ ایسا واقعہ ہوا۔ میں کشمیر گیا تو وہاں مجھے تقریر کرنے کے لئے کہا گیا۔ چونکہ میں کشمیری زبان نہیں جانتا تھا۔ اور عام لوگ کشمیری ہی سمجھ سکتے تھے۔ اس لئے انکار کیا۔ مگر غیر احمدیوں نے بھی جب اصرار کیا کہ میں ہی تقریر کروں تو میں نے دو گھنٹہ کے قریب اردو میں تقریر کی۔ اور سب نے نہایت اطمینان سے سنی اور سمجھی۔ ایک نے اس کی وجہ سے بیعت بھی کی۔ تو نبیوں کی زبان میں ایسی تاثیر رکھی جاتی ہے۔ اور انھیں ایسی زبان دیجاتی ہے۔ کہ عام لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ اور پھر خوبی یہ ہوتی ہے۔ کہ باوجود سادگی کے نہایت فصیح ہوتی ہے۔ اور کوئی فصیح سے فصیح زبان والا بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ علاوہ ازیں ایک اور خوبی ہوتی ہے۔ جس کا ثبوت قرآن کریم سے نہایت صفائی کے ساتھ ملتا ہے اور وہ یہ کہ جہاں مضمون آسان ہوتا ہے۔ وہاں الفاظ مشکل بیان کئے جاتے ہیں۔ اور جہاں مضمون مشکل ہو وہاں الفاظ آسان ہوتے ہیں۔ چنانچہ ابتدائی پاروں میں۔ چونکہ زیادہ تر احکام بیان کئے گئے ہیں۔ اس لئے کوئی کوئی مشکل لفظ آتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی زبان کا یہ ایک معجزہ ہوتا ہے۔ اور لوگ گو اسکی نقل کرتے ہیں۔ مگر اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔ لیکن نبیوں کو خاص طور پر یہ بات بھی عطا کی جاتی ہے۔

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ کا ایک مطلب

تو نبی کو جو زبان عطا کی جاتی ہے۔ اس میں جہاں اور کئی ایک خاص خوبیاں ہوتی ہیں وہاں وہ ایسی آسان بھی ہوتی ہے۔ کہ عام لوگ آسانی کے ساتھ اسے سمجھ سکتے ہیں۔ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لھم کے ایک یہ بھی معنی ہیں کہ نبی کو ایسی آسان اور صاف زبان دیجاتی ہے۔ کہ جن کی طرف اسے بھیجا جاتا ہے ان کے سامنے وہ اپنی باتوں کو کھول کر بیان کر سکے۔ اور اس کی قوم آسانی کے ساتھ انھیں سمجھ سکے۔

اس زمانہ میں اگر حضرت مسیح موعود کی کتابوں کو دیکھا جائے۔ تو اس آیت کا مطلب خوب سمجھ آجاتا ہے۔ کیونکہ آپ نے نہایت مشکل مضامین کو ایسے آسان صاف اور سلیس الفاظ میں بیان فرما دیا ہے۔ کہ ہر ایک شخص باسانی انہیں سمجھ سکتا ہے۔ تو ایک مطلب اس آیت کا یہ بھی ہے۔ کہ ہم رسول کو کوئی ایسی مشکل زبان دیکر نہیں بھیجتے۔ کہ جسے کوئی سمجھ ہی نہ سکے۔ بلکہ ایسی زبان دیتے ہیں۔ کہ جسے سب سمجھ سکتے ہیں ہر ایک نبی کو نشان کے طور پر یہ معجزہ ملا کرتا ہے اس کے متعلق یہ نہ کہا جائے۔ کہ یہ تو معمولی بات تھی۔ اس کے بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیونکہ یہ اتنا بڑا نشان ہے۔ کہ جو بھی نبی آیا ہے۔ اس کو دیا گیا ہے اور کوئی ایک بھی نبی ایسا نہیں ہوا جس کو حاصل نہ ہوا ہو۔ پس جب ہر ایک نبی کو یہ بات حاصل ہو گئی ہے۔ تو معلوم ہوا اس میں کسی کا اپنا کمال نہیں۔ بلکہ خدا ہی جس کو نبوت کے درجہ پر کھڑا کرتا ہے۔ اسے یہ نعمت دیتا ہے۔ اور انبیاء کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ درجہ نبوت پر فائز ہونے کے بعد ان کو یہ معجزہ عطا کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی بعثت کی غرض کو پورا کر سکیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ کے متعلق قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک وقت تو وہ تھا۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کو کہتے تھے۔ ہارون کو بھی میرے ساتھ بھیجا جائے۔ کیونکہ میری زبان نہیں چلتی۔ لیکن جب فرعون کے پاس گئے ہیں۔ تو اس سے ایسی زبردست گفتگو کی ہے۔ کہ اس کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔ اور حضرت ہارون کے بات کرنے کی باری تک نہیں آنے دی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اگر ان تحریروں کو دیکھا جائے۔ جو آپ نے دعوے سے پہلے لکھی ہیں۔ تو ایسی مشکل ہیں کہ ہر ایک شخص ان کو نہیں سمجھ سکتا۔ لیکن دعوے کے بعد آپ نے

نہایت ہی ایک دو ایک اور مشکل سے مشکل مسائل کو ایسے عام فہم اور دلچسپ پیرایہ میں بیان کرتا ہے - کہ نہایت آسانی کے ساتھ سمجھ میں آسکتے ہیں - تو نبی کو یہ بھی ایک معجزہ دیا جاتا ہے - کہ نہایت صاف شستہ اور عام فہم زبان عطا کی جاتی ہے -

دوسرا مطلب

دوسرے اس آیت کے یہ معنی ہیں - کہ جس قوم کی طرف کوئی رسول آیا - اسی کی زبان میں اسے الہام ہوتے رہے - اور زبانوں میں بھی الہام ہوں تو کوئی حرج نہیں - لیکن پیغام رسالت اسی قوم کی زبان میں ہوگا - جس کی طرف رسول بھیجا گیا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تو چونکہ ایک ایک قوم میں رسول آتا رہا - اس لئے اس قوم کی زبان میں الہام ہوجانا کافی تھا - لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال ہوسکتا ہے - کہ آپ تو سب دنیا کے لئے آئے تھے اس لئے قرآن دنیا کی سب زبانوں میں نازل ہونا چاہئے تھا - مگر صرف عربی زبان میں نازل ہوا ہے - اس کی کیا وجہ ہے - یہ سوال کئی بار اٹھایا گیا - لیکن حضرت مسیح موعود سے قبل کوئی اسے حل نہ کرسکا - آپ نے اسے اس طرح حل کیا - کہ جو نبی ساری دنیا کی طرف آنا تھا ضروری تھا کہ اس پر اس زبان میں کلام نازل کیا جاتا - جو سب زبانوں کی ماں ہوتی - اور ایسی زبان عربی ہی ہے اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملک عرب میں نازل ہوئے اور آپ پر عربی زبان میں ہی کلام نازل ہوا - پس چونکہ عربی تمام زبانوں کی ماں ہے - اس لئے اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو الہام ہونا گویا سب زبانوں میں الہام ہونا تھا -

پھر اس زمانہ کے تعلقات چونکہ محدود تھے - اس لئے عربی زبان میں ہی الہام ہونا کافی تھا - لیکن اس کے بعد چونکہ قومیں ایک دوسرے کے ساتھ ملنے والی تھیں - ان سب کی زبانوں میں حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا - بھاشا - عبرانی - انگریزی - عربی - فارسی - اردو اور پنجابی میں آپ کو الہام ہوئے -

پس اس زمانہ میں دوسری زبانوں میں بھی الہام کرکے دکھا دیا - کہ اسلام تمام دنیا کے لئے ہے -

ایک استدلال

اس آیت سے حضرت مسیح موعود ایک اور استدلال فرمایا کرتے تھے اور وہ یہ کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ انجیلیں اپنی اصلی حالت میں نہیں ہیں -

اصلی انجیل عبرانی میں تھی - اور وہ اب موجود نہیں - صرف اس کے ترجمے باقی ہیں - کوئی کہہ سکتا ہے - کہ جب عیسائی قرآن کو مانتے ہی نہیں - تو یہ استدلال ان پر کس طرح حجت ہوسکتا ہے - اس کا جواب یہ ہے - کہ یہ استدلال عیسائیوں کی اس بات کے جواب میں ہے - کہ وہ کہتے ہیں - کہ چونکہ قرآن موجودہ انجیل کے منجانب اللہ ہونے کی تصدیق کرتا ہے - اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے - کہ اسے مانیں - انہیں بتایا جاسکتا ہے - کہ دیکھو قرآن موجودہ انجیل کو اصلی نہیں مانتا - کیونکہ یہ اصل زبان میں نہیں ہے -

ایک سوال اور اس کا جواب

فیضل اللّٰہ من یشاء و یھدی من یشاء - کہا جاسکتا ہے - کہ جب انبیاء کو ایسی صاف اور شستہ زبان دی جاتی ہے - کہ ہر ایک شخص بآسانی اسے سمجھ سکتا ہے - تو پھر کیا وجہ ہے - کہ سارے کے سارے ہدایت کیوں نہیں پا جاتے - اس کے متعلق فرمایا - کہ جو رسول کی باتوں کی طرف توجہ کرتے ہیں - وہی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں - اور انہیں کو خدا ہدایت دیتا ہے - اور جو توجہ ہی نہیں کرتے - وہ ہدایت نہیں پاتے - اور نہ خدا انہیں ہدایت کا راستہ دکھاتا ہے -

اس آیت میں جن دو باتوں کا ذکر تھا - اخیر میں خدا نے انہیں کے متعلق اپنی دو صفتوں کو بیان فرمایا ہے - کہ وھو العزیز الحکیم - اللہ عزیز ہے - یعنی وہ نبیوں کو ہونے کی طاقت دیدیتا ہے - پھر وہ حکیم ہے - انہیں کو ہدایت دیتا ہے جو فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں - یہ نہیں کہ جو توجہ ہی نہ کریں انہیں ہدایت دے - ایام کے معنی احوال اور واقعات کے ہیں - اور ایام اللہ سے مراد اللہ کی طرف سے جو انعام اور فضل نازل ہوں - ان کو بھی کہا جاتا ہے -

رکوع دوم

(۱۶ - اپریل ۱۹۱۹ء)

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ - اور یاد کرو جب تمہارے رب نے خوب کھول کھول کر تمہیں کہدیا - کہ تم اگر شکر کروگے تو ضرور بضرور زیادہ کرونگا تم کو -

شکر کے معنی

شکر کے معنی ہماری زبان میں یہی سمجھے جاتے ہیں - کہ جس شخص کا کسی پر کوئی احسان ہو - تو اس احسان کا اقرار کرلیا جائے - اسی وجہ سے بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں - جو خدا کی نعمتوں کا شکر صرف اس طرح کرنا کافی سمجھتے ہیں - کہ زبانی کہدیتے ہیں - کہ ہم خدا کا بڑا شکر کرتے ہیں - حالانکہ وہ ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمیں بڑا دکھ ہے - بڑی تکلیف میں ہیں - ہم نے دنیا میں آکر کوئی آرام نہیں پایا - اسپر جب کہا جائے یہ کیا کہتے ہو - تو جواب دیتے ہیں - کہ یہ تو یوں بات کی ہے - ورنہ ہم تو خدا کا بڑا شکر کرتے ہیں - تو تمام لوگوں نے صرف زبان سے شکر کے الفاظ نکال دینے کا نام خدا کا شکر کرنا رکھا ہوا ہے - حالانکہ شکر کے معنی یہی نہیں - کہ انسان زبان سے کہے کہ میں خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر گذار ہوں - یا اس کے معنی یہی نہیں - کہ ایسی باتیں

نہ کرے۔ جن کا مطلب ناشکری ہو۔ یا یہی نہیں۔ کہ ایسی باتیں زبان پر نہ لائے جن سے اشارۃً یا کنایۃً ناشکری کا ثبوت ملتا ہو۔ یا ان سے استنباط کر سکتا ہو۔ بلکہ شکر کے معنی قدر دانی کے بھی ہیں۔ اس لئے خدا کی نعمتوں کا شکر اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جبکہ انسان کے تمام اعضاء و جوارح سے ایسے فعل سرزد ہوں۔ جو شکریہ کا اظہار کریں۔ اور ہر ایک نعمت جو خدا نے انسان کو بخشی ہے۔ اس کی قدر دانی کی جائے۔ مثلاً انسان کو خدا نے عقل سمجھ اور فکر کا جو مادہ دیا ہے۔ اس کا شکر یہ ہے۔ کہ جب خدا کا کوئی نبی آئے۔ تو انسان عقل اور فکر سے اس کی حقیقت سمجھے۔ اور زبان سے اس کی صداقت کا اقرار کرے لیکن جو کوئی ایسا نہیں کرتا۔ وہ ہرگز خدا کا شکر گذار نہیں ہوتا۔ کیونکہ عقل کی نعمت جو خدا نے اسے دی۔ اس کی قدر نہیں کرتا۔ دنیا میں اگر کسی کے احسان اور انعام کی بے قدری کی جاتی ہے تو اس کی دو ہی وجہیں ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ احسان یا انعام ایسا ہوتا ہے۔ کہ جس کو دیا جاتا ہے۔ اسے چونکہ اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ اس کو لینے سے انکار کر دیتا ہے۔ یا وہ اسے اپنے لئے مضر اور نقصان دہ سمجھتا ہے۔ اس لئے استعمال نہیں کرتا لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے جو انعام انسان پر ہوتے ہیں۔ وہ نہ تو ایسے ہوتے ہیں جن کی انسان کو ضرورت نہ ہو۔ اور نہ وہ نقصان رساں ہوتے ہیں۔ بلکہ عین ضرورت کے مطابق اور مفید ہوتے ہیں۔ تو انسان اور خدا کے احسان میں ایک یہ فرق ہے کہ انسان کبھی کسی پر احسان کرتا۔ مگر وہ اس کے لئے مفید نہیں۔ بلکہ نقصان رساں ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا شکر نہیں کرتا۔ مثلاً ایک ایسا شخص جو بیمار یا کمزور ہونے کی وجہ سے مشکل سے پیدل جا رہا ہے۔ اسے کوئی کپڑوں سے بھرا ہوا ایک بڑا ٹرنک دیدے۔ کہ اسے اٹھا کر لیجاؤ۔ تو وہ بیچارہ اسے کسطرح اٹھائیگا۔ وہ کہدیگا۔ کہ میں اسے نہیں اٹھا سکتا۔ آپ اپنے پاس ہی رہنے دیں۔ اسی طرح اگر کسی کے پیٹ میں درد ہو اور اسکو عمدہ مکلف کھانا دیا جائے۔ تو وہ اس کے لئے نقصان رساں ہوگا۔ پس چونکہ انسانوں کے احسان ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو نقصان رساں یا بلا ضرورت ہوتے ہیں۔ لیکن خدا کی طرف سے جو احسان ہوتے ہیں۔ وہ مفید اور فائدہ رساں اور عین ضرورت اور وقت کے مطابق ہوتے ہیں۔ اس لئے انسان بندوں کے احسان کا انکار کر سکتا ہے۔ اور کہہ سکتا ہے۔ کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ یا یہ میرے لئے نقصان رساں ہے۔ لیکن خدا کی کسی نعمت کے متعلق انسان ایسا نہیں کہہ سکتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے جس قدر بھی انعام و احسان انسان پر کئے ہیں۔ ان سب کا زبانی بھی اور عملی بھی شکر کرنا چاہیئے۔ ورنہ جس احسان کے متعلق ایسا نہیں کیا جائیگا۔ اس کی نسبت سمجھا جائیگا۔ کہ یا تو اللہ کے اس احسان کو احسان نہیں سمجھتا۔ یا اپنے آپ کو اس احسان کا محتاج نہیں قرار دیتا۔ لیکن چونکہ یہ دونوں باتیں غلط ہوتی ہیں اس لئے ایسا انسان خدا کا ناشکر گذار قرار دیا جاتا ہے۔ جب خدا کی طرف سے کوئی نبی آئے۔ تو جو لوگ اسے قبول نہ کریں۔ وہ خواہ زبانی الحمد للہ کہتے رہیں ان کے متعلق یہی کہا جائیگا۔ کہ وہ خدا کے ناشکر گذار ہیں۔ کیونکہ ایسے وقت میں جبکہ وہ بھوکے تھے۔ خدا نے تقویٰ کا کھانا ان کے لئے بھیجا۔ ایسے وقت میں جبکہ وہ ننگے تھے تقویٰ کا لباس اتارا۔ اب اگر وہ اس کو کام میں نہیں لاتے تو ان کے زبانی شکر کا انھیں کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔

شکر کا نتیجہ

حقیقی شکر کا نتیجہ خدا تعالیٰ اپنی قسم کھا کر یہ بیان فرماتا ہے کہ ضرور ضرور تم کو زیادتی ہوگی۔ اب ہر ایک انسان دیکھ سکتا ہے۔ کہ اس کا قدم ترقی کی طرف جا رہا ہے۔ یا نہیں۔ اگر ترقی کی طرف جا رہا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ وہ حقیقی شکریہ ادا کرتا ہے۔ لیکن اگر تنزل اور ادبار کی طرف جا رہا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ وہ شکر نہیں کر رہا۔ اور زبانی الحمد للہ کہنا اسے کچھ فائدہ نہیں دے رہا۔

شکر کے نتیجہ میں زیادہ کرنے کے ایک معنی تو یہ ہیں۔ کہ پہلے تھوڑے ہوں۔ پھر زیادہ کئے جائیں۔ اور دوسرے یہ ہیں۔ کہ انسان کی اندرونی طاقتیں زیادہ کر دیجائیں۔ مثلاً عقل۔ علم۔ معرفت۔ اخلاق میں ترقی ہو جائے۔

دنیاوی طور پر ہم یہ بات دیکھتے ہیں۔ کہ جس چیز سے کام لیا جائے۔ وہ بڑھتی رہتی ہے۔ مثلاً جو لوگ ہاتھ سے کام کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھ ان سے زیادہ مضبوط ہوتے ہیں۔ جو پاؤں سے زیادہ کام لیتے ہیں۔ چنانچہ ایک لوہار کے ہاتھ ایک ہرکارہ کے ہاتھوں سے زیادہ مضبوط ہونگے اور ہرکارہ کے پاؤں لوہار کی نسبت مضبوط ہونگے۔ تو جس چیز سے کام لیا جائے تو اسکی قوت۔ اسکی جسامت بڑھتی رہتی ہے۔ لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے۔ کہ صحیح طریق سے کام لیا جائے۔ تو جن اعضاء کو صحیح طور پر انسان استعمال کرتے ہیں۔ ان کی طاقتیں بڑھتی رہتی ہیں اور تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ جس جس قسم کا کام کوئی انسان اختیار کرتا ہے۔ اسی کے مطابق اس کے دماغ میں تغیر پیدا ہوتا رہتا ہے۔ اور دماغ کا وہ حصہ جو اس پیشہ سے تعلق رکھتا ہے۔ بڑھ جاتا ہے۔ تو قانون قدرت میں یہ بات داخل ہے۔ کہ جو لوگ خدا کی دی ہوئی طاقتوں کا صحیح استعمال کرتے ہیں۔ ان کی وہ طاقتیں بڑھ جاتی ہیں۔

اسی طرح انبیاء کی جماعتوں کا حال ہوتا ہے۔ دیکھو ابتداء میں وہ کتنی چھوٹی جماعتیں ہوتی ہیں۔ لیکن کس طرح بڑھ جاتی ہیں۔ حضرت عیسیٰ کی پہلے کتنی جماعت تھی۔ مگر پھر کس قدر بڑھ گئی۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہلے کتنے لوگ شامل ہوئے۔ مگر پھر کتنے ہو گئے۔ اب حضرت مسیح موعود کو دیکھو ابتداء میں جبکہ آپ نے اپنا یہ الہام شائع کیا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کریگا..... اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا